43- سُورَةُ الزُّخْرُف

آیات : 89 ...... مَكِّيَّة ...... پیراگراف : 9
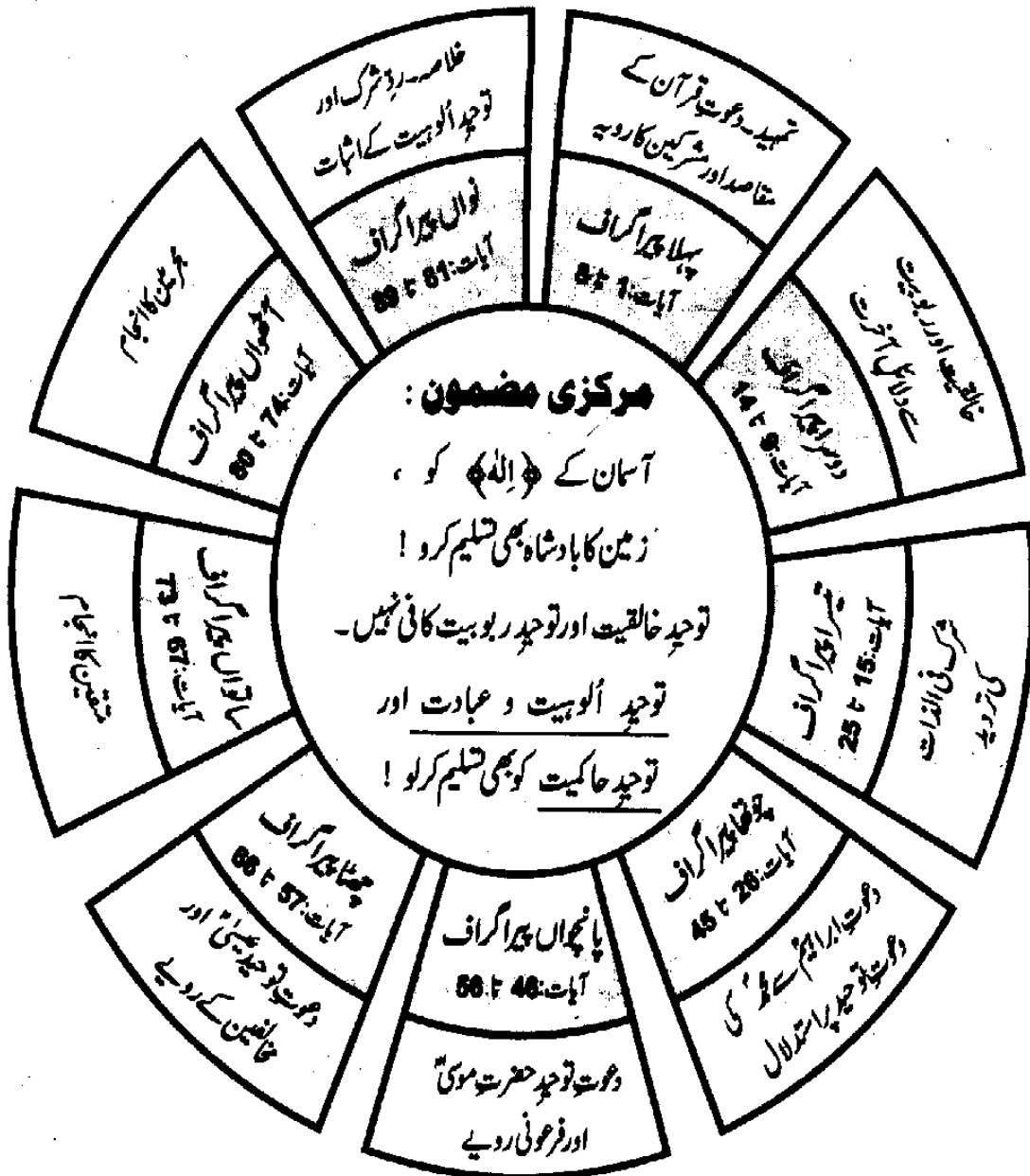
زمانۂ نزول اور پس منظر

سورت ﴿ الزُّخرُف ﴾، قیامِ مکہ کے آخری دور میں (11 تا 13 نبوی) سُورۃ الدّخان اور سُورۃ الجاثیہ کے نزول کے غالبًا پانچ چھ سال بعد سُورۃُ الشوریٰ کے ساتھ نازل ہوئی۔ یہ وہی زمانہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ کے خلاف قریش کے سردار، جادو وغیرہ کے الزامات لگا رہے تھے اور متحدہ طور پر رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازشیں کر رہے تھے۔ (آیت 79)

یہ ﴿حٰوامیم﴾ کے سلسلے کی چوتھی سورت ہے، لیکن نزول کے اعتبار سے آخری ہے۔

1- مشرکینِ مکہ اعتراف کرتے تھے کہ اللہ ہی خالق سماوات وارض ہے۔ (آیت 9) اور انہیں یہ بھی اقرار تھا کہ انسانوں کا خالق (Creator) بھی اللہ ہے۔ (آیات 88,87) ، لیکن وہ اللہ کو نہ تو ﴿ اِلٰـه ﴾ اور معبود مانتے تھے اور نہ ﴿ شَارِع ﴾ یعنی (Law giver) اور ﴿ حَاکِم ﴾ ۔اسی لیے انہیں بتایا گیا کہ اللہ آسمان میں بھی ﴿ اِله ﴾ ہے اور زمین پر بھی ﴿ اِله ﴾ ہے۔ (آیت 84)

تکوینی اقتدار بھی اللہ تعالیٰ کا ہے اور تشریعی اقتدار بھی اُسی کا ہے۔ اُلوہیت اور عبادت بھی اللہ ہی کا حق ہے۔

2- مشرکینِ مکہ کا دوسرا مسئلہ ﴿ شرك فی الذّات ﴾ کا تھا۔ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اور اللہ کے لیے اُس کے بندوں میں سے ﴿ جُزء ﴾ قرار دیتے تھے۔ اس عقیدے کی نفی اور اس کا ابطال آیات 15 تا 25 میں کیا گیا ہے اور آخری حصے میں بھی۔ (آیات 81 تا 82)

3- فرعون بھی اپنے آپ کو زمین میں بالادست حاکم ﴿ اِلٰـه ﴾ اور ﴿ ربّ ﴾ سمجھتا تھا، حالانکہ وہ خود کئی خداؤں کا قائل تھا۔ (اعراف: 127)

4- ہلاکتِ اقوام کا قاعدہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ناشکری اور مشرک قوموں سے ﴿انتقام﴾ لیتا ہے۔ (آیات: 8، 25، 41 اور 55)

5- رسول اللہ ﷺ کو ان مشکل حالات میں تسلی دی گئی (آیات: 40 تا 45 ، 79 ، 83 اور 89)۔ چند سالوں میں قریش شکست سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

6- حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی دعوت کے حوالے سے یہ بات ان کے سامنے رکھی گئی کہ تمام انبیاء توحید کے اِثبات کے لیے کام کرتے رہے اور یہی ﴿صراطِ مستقیم﴾ ہے۔ (آیت: 64)

● **سورۃُ الزُّخرُف کا کتابی ربط:**

1۔ پچھلی سورت ﴿ الشُّوریٰ ﴾ میں اللہ کی شریعت اور انسانوں کی خودساختہ شریعت کا تقابل بیان کیا گیا تھا ، یہاں اس سورت ﴿الزخرف﴾ میں ﴿ تکوینی حاکمیت ﴾ کے ساتھ ﴿تشریعی حاکمیت﴾ کو بھی اللہ کے

لیے ثابت کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان میں بھی ﴿الٰہ﴾ ہے اور زمین میں بھی ﴿الٰہ﴾ ہے۔

2۔ اگلی سورت ﴿الدُّخَان﴾ میں فرعونی رویوں کا ذکر ہے، یعنی غرور، تکبر اور ﴿عُلُوٌ فِي الْاَرض﴾ کا، جس کے سبب انسان اپنے آپ کو خدا سمجھ کر اللہ کی حاکمیت کے بجائے، اپنے نفس کی حاکمیت قبول کر لیتا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

1- قرآن کو ﴿كِتَابٌ مُبِين﴾ اور ﴿ذِكْر﴾ کہا گیا۔ اسے عربی زبان میں نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بنی اسمٰعیل اسے اچھی طرح سمجھ کر ساری دنیا تک پہنچائیں (آیات: 2، 3، 4، 5 اور 44)

2۔ رسول ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ وہ سختی سے اس کتاب کو تھامے رہیں ﴿تَمَسُّكْ وحی﴾۔ (آیت: 43)

3۔ مشرکینِ مکہ نے قرآن پر اعتراض کیا کہ محمد ﷺ کے بجائے ﴿قَرْيَتَيْنِ عَظِيم﴾ یعنی مکہ اور طائف کے کسی اور آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا (آیت: 31)۔

4۔ رسول اللہ ﷺ پر ﴿سِحْر﴾ جادو کا الزام عائد کیا گیا (آیت: 30)۔ اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا کہ ہر زمانے میں رسولوں کو جادوگر کہا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ پر بھی جادو کا الزام تھا۔ (آیت: 49)۔

5- اس سورت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے اور وہ ظالم و جابر قوموں کو ہلاک کر کے رہتا ہے۔ (آیت: 8)۔ چنانچہ تین مرتبہ ﴿اِنْتَقَمْنَا﴾ "ہم نے انتقام لیا" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں: (آیات: 25، 55 اور 41)

6- اس سورت میں کئی بار بتایا گیا ہے کہ اللہ ﴿خالق﴾ ہے۔ مشرکین بھی اللہ کو ﴿خالق﴾ تسلیم کرتے تھے۔ (آیات: 9، 87 اور 12)

(a) اس سورت میں کئی بار بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ﴿ربّ﴾ بھی ہے۔ مشرکینِ مکہ اللہ کو ﴿ربّ﴾ بھی تسلیم کرتے تھے۔ (آیات 10، 11، 12، 14 اور 64)۔

(b) مشرکین سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کو ﴿الٰہ﴾ اور ﴿معبود﴾ بھی تسلیم کرتے ہوئے اس کی توحیدِ الوہیت اور توحیدِ حاکمیت کو بھی تسلیم کر لیں۔ (آیات 84، 45) توحیدِ عبادت کا مطالبہ بھی کیا گیا (آیت: 64)۔ جو ﴿ربّ﴾ ہے وہی ﴿معبود﴾ ہو سکتا ہے۔ توحیدِ عبادت ہی ﴿صِراطِ مُستَقِيم﴾ ہے۔ (آیت: 64)۔

7- تین جلیل القدر انبیاء بھی کی توحید کے علمبردار ہیں:

(a) حضرت ابراہیمؑ بھی توحید کے علمبردار تھے اور شرک سے بیزار تھے (آیت: 26)۔

(b) حضرت عیسیٰ ابن مریم بھی توحیدِ اُلوہیت کی دعوت دیا کرتے تھے (آیت: 57 اور 58)۔

(c) رسولِ مبین محمد ﷺ بھی خالص توحید کی دعوت دے رہے ہیں (آیت: 29)۔

8- اس سورت میں ﴿شرك في الذات﴾ کی نفی ہے۔ بعض ناشکرے مشرکین نے اللہ کے بندوں ہی کو ، اللہ کا جزبنا ڈالا (آیت:15)۔ بعض نے اپنے لیے بیٹے اور اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کیں اور فرشتوں کو اللہ کی اولا دقرار دیا۔

9- مشرکینِ مکہ ،رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا مذاق اُڑارہے تھے۔ يَسْتَهْزِءُ وْنَ (آیت:7) يَضْحَكُوْنَ (آیت:47) اور رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش کررہے تھے ﴿اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ﴾ (آیت:79)۔

10- اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کو ہدایات دی گئیں اور کئی طرح سے تسلی دی گئی کہ اسلام کی یہ دعوت مشرکین کی سازشوں کے باوجود دنیا میں پھیل کررہے گی۔(آیات 40 تا 45 ، 79 ، 83 اور 89)۔

سورۃ الزُّخرُف کا نظمِ جلی

سورۃ الزخرف نو(9) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔اس سورت کا بنیادی موضوع اثباتِ توحیداور ردِّ شرک ہے۔

1- آیات 1 تا 8 : پہلا پیراگراف تمہیدی ہے۔اس میں دعوتِ قرآن کے مقاصداور مشرکین کا رویہ دکھایا گیا ہے۔

قریش کو بتایا گیا کہ عربی زبان میں کتابِ مبین نازل کی گئی ہے، تا کہ وہ عقل سے کام لیں۔تاریخ گواہ ہے کہ جو قومیں اپنے نبی کا مذاق اڑاتی ہیں اُنہیں ہلاک کردیا گیا حالانکہ وہ قریش سے زیادہ بطش وجبروت رکھتی تھیں۔

2- آیات 9 تا 14 : دوسرے پیراگراف میں اللہ کی خالقیت اور ربوبیت سے استدلال کرتے ہوئے، امکانِ آخرت کی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں۔

منکرِ آخرت قریش سے کہا گیا کہ تم اللہ کو خالق تو مانتے ہو۔اُس کی عزیزیت اور علم کے بھی قائل ہو۔اُس کی ربوبیت پرغور کرو کہ کس طرح اُس نے زمین میں راستے بنائے۔آسمان سے مقررہ مقدار میں پانی نازل کیا اور مردہ زمین کو زندہ کردیا۔اسی طرح تم روزِ قیامت اٹھائے جاؤ گے۔اللہ ہی نے جوڑے بنائے۔کشتیوں اور جانوروں کی صورت میں سواریاں فراہم کیں تا کہ تم اللہ کی نعمتوں کو یادرکھو اور اللہ کی بے عیبی کا اعتراف کرلو اور اُس کی قدرت کا اعتراف کرلو۔

3- آیات 15 تا 25 : تیسرے پیراگراف میں ﴿شرك في الذّات﴾ کی تردید ہے کہ اللہ کا کوئی جزیا حصہ (Part) بھی ہوسکتا ہے۔

خالق، مخلوق جیسا نہیں ہوسکتا۔نہ خالق مخلوق کا حصہ ہوسکتا ہے اور نہ مخلوق خالق کا حصہ۔

ان تمام نعمتوں کے باوجود انسان اللہ کے بندوں میں سے اللہ کے لیے ﴿جزو﴾ قرار دیتا ہے۔فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں، مانتا ہے حالانکہ خود قریش کو بیٹے پسند ہیں۔بیٹیاں نہیں۔بیٹی کی ولادت پراُن کے چہرے سیاہ ہوجاتے ہیں۔فرشتے رحمٰن کے بندے ہیں۔

انہیں مؤنث قرار دینے کی کوئی دلیل نہیں۔کیا انہوں نے فرشتوں کی ساخت دیکھی ہے؟ بس باپ دادا کی پیروی کررہے

ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ خوشحال ﴿مُتْرَفِين﴾ لوگوں میں جب کوئی رسول بھیجا گیا تو انہوں نے باپ دادا کی روایات کی پیروی کرتے ہوئے رسولوں کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے جھٹلانے والوں سے انتقام لیا۔

4- آیات 26 تا 45 : چوتھے پیرا گراف میں، قریش کو خود ان کے جدِّ امجد حضرت ابراہیمؑ کی دعوت کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ محمد ﷺ کی دعوتِ توحید بھی دعوتِ ابراہیمی کے عین مطابق ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد اور اپنی قوم سے صاف کہہ دیا تھا کہ میں آپ لوگوں کے معبودوں سے بیزار ہوں۔ محمد ﷺ بھی یہی دعوت دے رہے ہیں لیکن قریش قرآن کو جادو کہہ کر اس کا انکار کر رہے ہیں اور فضول سوال اٹھا رہے ہیں کہ یہ قرآن طائف اور مکہ کے کسی اور آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ یہ اختیار اللہ کا ہے۔ اگر ان کے گھر سونے چاندی کے بنا کر معجزات دکھائے جائیں تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ان پر ایک شیطان مسلط ہے، جو ان کا ساتھی بن گیا ہے۔ روزِ قیامت یہ پچھتائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ بہروں کو سنا نہیں سکتے اور اندھوں کو راستہ نہیں دکھا سکتے اللہ ان سے انتقام لے گا۔ ہدایت کی گئی کہ قرآن سے چمٹے رہیں یہی صراطِ مستقیم ہے اور یہی رسول اللہ ﷺ اور اُن کے قوم کے لیے نصیحت ہے۔ تمام رسولوں کو ایک خدائے رحمٰن کی عبادت ہی کا حکم دیا گیا ہے۔

5- آیات 46 تا 56 : پانچویں پیرا گراف میں، بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے بھی دعوتِ توحید دی تھی، فرعون نے اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا، جس کے نتیجے میں وہ اپنی فوج کے ساتھ غرق کیا گیا۔

فرعون اور اُس کی حکومت کے سرداروں کو حضرت موسیٰؑ نے دعوت دی انہوں نے مذاق اڑایا۔ انہیں جادوگر کہا اللہ نے عذاب میں پکڑ لیا۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی تحقیر کی۔ فرعون کا دعویٰ تھا کہ وہ ربِّ اعلیٰ اور ﴿الٰہ﴾ ہے۔ وہ اپنے آپ کو کلی اختیارات کا مالک سمجھتا تھا۔ اس نے اپنی قوم سے پوچھا تھا کہ کیا میرے لیے مصر کی بادشاہت نہیں ہے اور کیا مصر کے یہ دریا میرے زیرِ تصرف نہیں ہیں؟ (آیت: 51) اس سورت میں فرعون کے بارے میں یہ انکشاف کیا گیا کہ وہ ہر آمر کی طرح اپنی رعایا کو ہلکا سمجھتا تھا اور رعایا کا جرم یہ تھا کہ وہ ایسے آمر کی اطاعت کرتی تھی ﴿فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ﴾ (آیت: 54) اللہ نے اس سے انتقام لیا۔

6- آیات 57 تا 66 : چھٹے پیرا گراف میں، حضرت عیسیٰؑ کی دعوتِ توحید کا بیان ہے اور مخالفین کے رویوں کا ذکر ہے۔

حضرت عیسیٰؑ نے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور رسول کی اطاعت کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ میرا رب اور تم لوگوں کا رب اللہ ہے، اُسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے، لیکن وہ اختلاف میں پڑ گئے۔ ان ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ روزِ قیامت آج کے گہرے دوست، ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔

7- آیات 67 تا 73 : ساتویں پیرا گراف میں، جامع توحید پر ایمان لانے والے متقین کا انجام بیان کیا گیا ہے۔

متقین سے اللہ فرمائے گا کہ آج نہ تمہیں کوئی خوف ہے اور نہ ملال۔ تم اور تمہارے اہلِ خانہ جنت میں داخل ہوں گے۔

وہاں سونے کے برتن گردش میں ہوں گے۔ ہر خواہش پوری کی جائے گی، آنکھوں کی لذت کا سامان ہوگا اور ہر قسم کے میوے میسر ہوں گے۔

8- آیات 74 تا 80 : آٹھویں پیراگراف میں، رسول اللہ ﷺ کی دعوتِ توحید کو مسترد کرنے والے بدکردار مجرمین کا انجام بیان کیا گیا ہے۔

کافر یہ سمجھتے تھے کہ اللہ ان کی خفیہ باتیں اور سرگوشیاں نہیں سنتا، حالانکہ اللہ کے فرشتے ان کی تمام چیزیں لکھ رہے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش کر رہے ہیں اور اللہ اپنی چال چلے گا۔

9- آیات 81 تا 89 : آخری پیراگراف خلاصے پر مشتمل ہے۔ یہاں ردِّ شرک اور توحیدِ اُلوہیت کا اثبات ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں۔ وہ بے عیب ہستی ہے۔ رسول ﷺ کو تسلی دی گئی کہ انہیں کھیل کود میں مگن رہنے دو، یہاں تک کہ ملاقات کا دن آ پہنچے گا، جس کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ تکوینی حاکم بھی ہے اور تشریعی حاکم بھی ہے۔ وہ آسمان کا ﴿الٰہ﴾ بھی ہے اور زمین کا ﴿الٰہ﴾ بھی۔

یہاں توحید الوھیت اور توحید حاکمیت کا مطالبہ ہے۔

غیر اللہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے، سفارش صرف اُن کی قبول ہوگی جو حق کی گواہی دیں گے۔ جب مشرکین اللہ کو خالق مانتے ہیں تو پھر ان کی عقل کیوں گوم رہی ہے؟ آخری آیت میں رسول اللہ ﷺ کو ان سے درگذر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ بہت جلد مشرکین کو پتہ چل جائے گا۔

خالص اور جامع توحید اختیار کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ آسمان کے ﴿اِلٰہ﴾ اللہ کو، زمین کا بادشاہ بھی تسلیم کرنا چاہیے! توحیدِ ذات کے ساتھ توحید خالقیت اور توحید ربوبیت کافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحیدِ اُلوہیت و عبادت اور توحید حاکمیت کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا!